اداریہ

(EDITORIAL)

آج کچھ درد۔۔۔۔سوا ہوتا ہے

دردتو درد ہے، ہوتا ہے، ہوتا ہی ہے۔انسان سے اس کا خاص رشتہ ہے، پیدائشی رشتہ ہے۔یوں تو کوئی بھی ذی حیات درد سے خالی نہیں ہوتا، پھر بھی درد کی جو قسم انسان میں ہوتی ہے، وہ اسی سے خاص ہے۔انسان دوسروں کا درد پال سکتا ہے۔سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے۔وہ دوسروں کا درد بانٹ بھی سکتا ہے۔(یہ بات الگ ہے کہ وہ دوسروں کو درد بھی بانٹ سکتا ہے۔) خیر! یہ درد اپنے میں خدائے کریم و رحیم کی بہت بڑی نعمت ہے۔جو درد فطرتاً ہوتا ہے، وہ کبھی بے جا نہیں ہوتا۔درد اکثر پوشیدہ علت وعلالت کی نشاندہی بھی کرتا اور کبھی کبھی یہ خود علاج بھی بن جاتا ہے۔آج کے سائنسی وطبی ترقی کے دور میں اسے آسانی سے سمجھا جاسکتا ہے۔

یہاں زیر نظر صفحہ پر جس درد کی بات کرنا ہے، وہ کچھ الگ سا ہے۔اس کا سرا سوشل میڈیا سے ملتا ہے۔ظاہر ہے سوشل میڈیا کا کام دلوں کو جوڑنا ہے، اس طرح پوری دنیا کو ایک عالمی عمرانی واحدہ یعنی Global Village کی صورت دینے میں معاون ہونا ہے۔لیکن دیکھا یہ جاتا ہے کہ اس کا مثبت چہرہ تو شاذ ونادر ہی شہرہ کا مرہون ہوتا ہے۔ہاں جب دیکھئے اس کا منفی رخ بہت جلد اور تیزی سے وائرل ہوجاتا ہے۔(اغلباً اسی منفی بات کو دیکھ کے اسے وائرس / Virus سے نسبت دی گئی) اسی ضمن میں وہ بحث ومباحثہ آتا ہے جو چاہے بنیادی طور پر علمی اور سنجیدہ ہو چاہے بنام علم ہو، لیکن جس میں چھوٹی چھوٹی بات کو تناسب سے زیادہ بڑھا چڑھا کر پیش کی جاتی یا اصل سے ہٹا کر بے جا حدوں تک پہنچادی جاتی ہے۔اس میں شرکاء کو چاہے مسالہ تو مل جائے لیکن یہ دلوں کو جوڑنے کے بجائے توڑنے کا کام کرتی ہے، آپسی میل محبت کے بجائے نفرت وعداوت اور تفرقہ اندازی تک پہنچ جاتی ہے۔اکثر ایسے وائرل بحث ومباحثہ میں جاو بے جا دین کے سر منڈھ دئے جاتے ہیں (چاہے ان کا تعلق اصل دین سے نہ ہو بلکہ 'افیمی مذہب' سے ہو۔) اصل دین میں بحث اور استفسار کی گنجائش ہے، یہ تحقیق کا کام کرتی ہے۔وہیں ہر علم میں معقول بحث کا جواز ہے، اس سے علم پروان چڑھتا ہے اور نکھرتا ہے۔ ان دونوں میں متانت شرط ہے۔سوشل میڈیا کے سلسلہ میں اپنا درد جن بحث ومباحثہ کی پوسٹوں کی بنا پر ہے وہ لاحاصل بحث ومباحثہ ہیں جن کے چھڑنے کا بنیادی مقصد ہی مسائل کو الجھانا' اپنے جاو بے بے خیالات تھوپنے کے لئے زمین ہموار کرنا یا ایسے ہی دوسرے مقصد حاصل کرنا ہوتا ہے۔ان کا مقصد کبھی بھی معقول انداز میں قائل ماقول کرنا ہوتا ہی نہیں۔وہ دین اور علم ودانش کی نظر میں چاہے جتنے لاحاصل ہوں لیکن ان کے سہارے دینی موضوع میں شیطانی عناصر اپنا الو سیدھا کر لے جاتے ہیں اور علمی موضوع میں نامعقول (جاہلیت پناہ) عوامل اپنی کارستانی دکھا جاتے ہیں۔کہاں تک یہ بکھان کیا جائے۔آخر میں یہ کہنا ہے کہ جس کو بھی ایسا درد محسوس ہو وہ دین علم ودانش اور معقولیت کا دامن مضبوطی سے تھامے رہے۔ہوشیار رہے تو اس کے لئے ان بحث ومباحثہ میں در آئے شیطانی عنصر اور جاہلیت پناہ عوامل کی پہچان آسان ہوجائے گی۔پھر ان کا علاج بھی دشوار نہ رہے گا۔آگے آگے دعا ہی 'شفا' دے سکتی ہے۔انہی ٹوٹے پھوٹے لفظوں کے ساتھ شعاع عمل کا تازہ شمارہ حاضر ہے۔دعا ہے، یہ شمارہ بھی روحانی مطب کا نسخہ ثابت ہو۔

م۔ر۔عابد